جمعۃ الوداع کو جمعۃ الاستقبال بنادیں۔
جمعہ سے پانچ وقت نمازوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹؍ مارچ ۱۹۹۳ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیاتِ کریمہ تلاوت کیں:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نُوۡدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنۡ يَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ فَاسۡعَوۡا اِلٰى ذِكۡرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الۡبَيۡعَ‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۞ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۞ (الجمعہ:۱۰-۱۱)

فرمایا:۔

آج تمام دنیا میں جمعۃ الوداع منایا جارہا ہے یا منایا جاچکا ہے۔ کچھ ہیں جو اس وقت جمعہ ادا کر رہے ہوں گے، کچھ کر چکے ہوں گے، کچھ تیاری میں مصروف ہیں۔ لیکن جہاں بھی جمعۃ الوداع کا فرض ادا کیا جارہا ہے وہاں مسجدوں میں ایسی رونق ہے کہ اس سے پہلے سارا سال کبھی مسجدوں میں ایسی رونق نہیں دیکھی تھی۔ اس تعلق میں ایک بات میں سال ہا سال سے جماعت کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ آج بھی اُسی سے خطبے کا آغاز کروں گا کہ جمعۃ الوداع کی حیثیت کیا ہے؟ کیوں اس ذوق و شوق سے لوگ اس جمعہ میں شامل ہوتے ہیں۔

وداع کی دو قسم ہیں۔ ایک تو وداع اُس محبوب کا کیا جاتا ہے جس سے مدت کے بعد

ملاقات ہوئی ہو اور وہ آخر جدائی کے وقت الوداع کہتے ہوئے رخصت ہو رہا ہو۔ ایسے موقع پر جدائی کے ساتھ غم بھی ہوتا ہے۔ محبت کے جذبات چہرے سے امڈ پڑتے ہیں اور دونوں طرف سے برابر احساس جدائی دل کو گھیر لیتا ہے۔ یہ وہ وداع ہے جو ایک محبوب کا وداع ہوتا ہے۔ اس وداع کا تعلق جمعۃ الوداع سے یوں بنتا ہے کہ کچھ لوگوں نے رمضان کا ایک لمبے عرصے انتظار کیا۔ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے دن بہ دن بہت سی غفلتوں میں ملوث ہوتے چلے گئے اور رمضان کی راہ دیکھتے رہے کہ وہ آئے تو ہمارے سارے گناہ دھلیں، ہم از سر نو پاک صاف ہو کر ایک نئے سال کا آغاز کریں۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ جمعہ ایک غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ رمضان کے وداع کے ساتھ یہ جمعہ بھی آخری جمعہ ہے اور اس پہلو سے توقع ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جنہوں نے سارا سال انتظار کیا اور پھر رمضان کی برکتوں سے حصہ لینے کی بھر پور کوشش کی، اُن لوگوں کو پیار کی نظر سے دیکھے گا اور اِس جدائی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے جذبات کو قبول فرمائے گا اور اگلے رمضان تک اُن کو مزید نیکیوں کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے گا۔ ان نیک توقعات کے ساتھ جو لوگ رمضان کا انتظار کرتے رہے ہیں، اُن کے لئے یہ جمعۃ الوداع واقعۃً جمعۃ الوداع کہلانے کا مستحق ہے۔

لیکن ایک وداع ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ایسا مہمان آ کر ٹھہر جائے جو جانے کا نام ہی نہ لے۔ انتظار کرتے چلے جائیں، مجبوریاں حائل ہوں کہ انسان مہمان کو باہر نکال بھی نہیں سکتا لیکن سارا گھر بڑی تکلیف میں مبتلا ہو بالآخر ایسا مہمان ایک دن رخصت ہوتا ہے، اُسے بھی چھوڑنے کے لئے لوگ گاڑی پہ جاتے ہیں یا بس کے اسٹیشنوں پر جاتے ہیں یا کار تک رخصت کرنے کے لئے آتے ہیں اور جب تک وہ چلا نہیں جاتا۔ وہم یہ ہوتا ہے کہ کہیں کسی بہانے ٹھہر ہی نہ جائے اور جب وہ کار یا بس یا گاڑی روانہ ہو جاتی ہے تو چہروں پر ایسی بشاشت آتی ہے کہ الحمد للہ، شکر ہے۔ آؤ اب ہم اپنے گھر کی خوشیوں کی طرف واپس لوٹیں۔ بڑی بھاری تعداد مسلمانوں کی ایسی ہے جو جمعۃ الوداع کو ان معنوں میں وداع کرنے آتے ہیں۔ رمضان اُن پہ بہت بھاری گزرتا ہے اور خدا کی عبادتوں سے تنگی محسوس کرتے ہیں۔ ایک تو طبعی تکلیف ہے جو ہر انسان کے ساتھ لازم ہے۔ اُس تکلیف کے علاوہ یہ ایک تکلیف ہے جو دل کی تنگی کہلاتی ہے، میں اُس تنگی کا ذکر کر رہا ہوں اور وہ انتظار کرتے ہیں کہ کب رمضان رخصت ہو تو ہم اپنی پرانی بدیوں کی طرف لوٹ آئیں، اُن آزادیوں کی طرف لوٹ آئیں،

جو خدا کی عائد کردہ پابندیوں کی زنجیریں توڑنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ دو قسم کی آزادیاں ہیں جو رمضان کے بعد نصیب ہونے والی ہیں، ایک اُن نیک لوگوں کی آزادیاں جنہوں نے رمضان کا راستہ دیکھا، جانتے ہوئے کہ پابندیاں عائد ہوں گی خوشی سے اُن کو خدا کی خاطر قبول کیا اور اب جانتے ہیں کہ اللہ کی رضا سے اُس کی عطا کردہ آزادیوں کی طرف لوٹیں گے۔ اُن کو لازماً ایک خوشی ہو رہی ہے، یہ کہنا تکلف ہے کہ تمام لوگ رمضان کی رخصت کو رو رہے ہیں اگر واقعۃً یہی رونا آتا ہو تو پھر روزے رکھتے کیوں نہیں چلے جاتے۔

بات یہ ہے کہ رمضان میں جہاں بہت سی محبت اور پیار کی چیزیں ہیں وہاں محبت اور پیار کے نتیجے میں عائد ہونے والی سختیاں بھی تو ہیں اور جب محبوب خود اپنے پیار سے اُن سختیوں کو اٹھا لیتا ہے تو محبت میں کمی نہیں کرتا۔ ہاں اپنے پیارے بندوں کو اجازت دیتا ہے کہ میری پہلی نرمیوں کی طرف لوٹ جاؤ۔ اُس کے نتیجے میں لازماً ایک بشاشت بھی پیدا ہوتی ہے اگر یہ بشاشت نہ ہوتو رمضان کے معاً بعد عید کیوں رکھی جائے۔ پس کچھ ان معنوں میں ضرور خوش ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنی رضا سے ہم پر نظرِ رحمت فرمائی اور از خود اُن آزادیوں کی طرف لوٹا دیا جو پہلے بھی اُس کی مرضی کے تابع تھیں۔ لیکن کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی بے راہ روی کی طرف لوٹنے پر خوش ہیں جانتے ہیں کہ ادھر رمضان ختم ہوا، اُدھر انہی آزادیوں کی طرف لوٹیں گے جن کو خدا کی رضا حاصل نہیں ہے، جو اُس کی رضا کے بندھن توڑنے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ پس یہ اُن کا بھی آج وداع کا دن ہے۔ مگر دیکھیں ان دونوں الوداع میں کتنا فرق ہے؟

کچھ ایسے ہیں جنہوں نے سارے سال جمعے نہیں پڑھے، نمازوں میں بھی سست ہیں اور جمعے بھی ادا نہیں کرتے رہے یا کرتے ہیں تو بے ذوقی کے ساتھ، بڑی مشکل سے کبھی جمعہ ادا کر لیا اور کبھی نہ کیا۔ آج وہ بھی حاضر ہیں اور اُن کو شائد رمضان کے حقوق ادا کرنے کی توفیق بھی نہ ملی ہو لیکن وہ بھی جمعہ کو وداع کرنے آئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب ایک سال تک ہم تیرا منہ نہیں دیکھیں گے۔ چھٹی السلام علیکم اور یہ بھی خوش ہو رہے ہیں کہ اس ایک جمعہ کو ادا کر کے سارے سال کی نیکیاں اُن کو میسر آ گئیں۔ وہ جمعۃ الوداع ہی نہیں جمعۃ البدل بن گیا۔ ہر دوسرے جمعہ کا بدل، ہر دوسری نیکی کا، ہر دوسری نماز کا بدل بن گیا۔ یہ بالکل غیر حقیقی بات ہے اس میں کوئی سچائی نہیں۔ پس وہ لوگ جو جمعہ کو

ان معنوں میں رخصت کرنے آئے ہیں۔ اُن سے بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اُس کے پیغام کا کوئی تعلق نہیں۔

میں جماعت احمدیہ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ لوگ جو وداع کرنے آئے ہیں اُن معنوں میں وداع کریں جن معنوں میں میں نے ابتداء میں ذکر کیا۔ محبت کے ساتھ خدا کے حضور حمد و ثنا کے گیت گاتے ہوئے اُس سے یہ دعائیں کرتے ہوئے کہ اے خدا بہت ہی بابرکت جمعہ آیا ہے۔ ہم نے مشقّت کی راہ اختیار کرتے ہوئے تیری خاطر پابندیاں اختیار کیں اور ان پابندیوں کی حالت میں جو برکتیں نازل ہوتی ہیں جمعہ کے دن وہ برکتیں غیر معمولی طور پر آسمان سے بھر پور صورت میں اترتی ہیں۔ تین جمعے ہم نے تیرے فضل اور رحمتوں کے دیکھے لئے یہ وہ جمعہ ہے جو سارا سال میں برکتوں کے لحاظ سے سب سے بڑا جمعہ ہے۔ پس ان برکتوں سے ہمارے دامن بھر دے، جو غفلتیں ہم سے ہوئیں اُن سے درگزر فرما، صرفِ نظر کر اور بخش دے اور اگر ہم نے ان برکتوں کو کمایا نہ بھی ہو تو ہماری جھولی میں ایک فقیر کی طرح کچھ ڈال دے۔ ان دعاؤں کے ساتھ اس جمعہ کو الوداع کہنے والے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مقبولیت کی جگہ پائیں گے اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اُن کی جھولیاں بھری جائیں گی۔ بعض دنوں میں کنجوس بادشاہ بھی بڑی بڑی خیرات کرتے ہیں اور وہ جو سخی ہوں وہ تو خزانوں کے منہ کھول دیا کرتے ہیں۔ پس آج کا دن اللہ تعالیٰ کی برکتوں کے خزانوں کا منہ کھولنے کا دن ہے مگر وہی اُس سے فائدہ اٹھائیں گے جن کا میں نے پہلے گروہ میں ذکر کیا ہے۔

وہ لوگ جو جمعہ نہیں پڑھنے آئے اور جمعہ کو الوداع کہنے کے لئے آئے ہیں۔ اُن کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اس جمعے کی برکت سے اپنے گھر اس طرح بھریں کہ آئندہ کبھی جمعہ میں کوتاہی نہ کریں۔ اسے جمعۃ الوداع بنانے کے بجائے جمعۃ الاستقبال بنادیں۔ استقبال کرتے ہوئے خدا سے عرض کریں کہ ہم سے بہت غفلت ہوئی، ہم نے ہر جمعہ کو ہمیشہ سے وداع کر رکھا تھا، آج ہم تیرے حضور حاضر ہوئے ہیں چند جمعے جو تیری خاطر ہم نے پڑھے یا اگر نہیں بھی پڑھے۔ آج کے جمعے میں تو ہم حاضر ہو گئے ہیں۔ اس کو ہمارے لئے دائمی برکت کا موجب بنا، اسے ہمارے گھر ٹھہرا دے اب ہم کبھی جمعے سے جدا نہ ہوں۔ پس ان معنوں میں اُسے جمعۃ الاستقبال بنادے۔ اگر ایسا کریں گے تو

اُن کی زندگیوں میں عظیم الشان پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔

اس ضمن میں میں اگلی بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے ایک جمعۃ الوداع کے موقع پر جو نصیحت فرمائی۔ میں نے اُسی کو آج کے موضوع کے لئے چنا ہے۔ ترمذی کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث ہے۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو جمعۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ حضور ﷺ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پانچوں وقت کی نماز پڑھو، ایک مہینے کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور جب میں کوئی حکم دوں تو اُس کی اطاعت کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی کتاب الصلوٰۃ حدیث نمبر: ٦١٦)

پس یہ جمعہ محض دوسرے جمعوں کو ادا کرنے کی دعوت ہی نہیں دے رہا بلکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سنت کی غلامی میں **آج کے جمعہ کے دن میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو نماز کی پابندی کی طرف بلاتا ہوں اور پانچ وقت کی نمازیں ادا کرنے کی دعوت دیتا ہوں** ۔ یہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی سنت ہے۔ پس دیکھیں کہ آپ نے کیسے اس جمعہ کو الوداع فرمایا۔ جمعہ کو ایسے ادا کیا کہ اس کی برکتوں کو روزانہ پانچ وقت مسلمانوں پر لازم کر دیا۔ حقیقت میں دو طرح کے انسان ہیں جن کا اس جمعہ سے تعلق قائم ہوتا ہے۔ کچھ وہ جو نمازیں باقاعدہ پڑھتے ہیں اور پانچ وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اُن کو اللہ تعالیٰ جمعے پڑھنے کی بھی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اُن معاشروں میں جیسا کہ مغرب کے معاشرے ہیں جب میں نے تاکید کی کہ جمعہ کی اہمیت کو سمجھو اور اپنے اساتذہ سے اگر سکول میں یا کالج میں ہو یا کمپنیوں کے مالک سے اگر ملازم ہو یا حکومت کے افسروں سے یہ مؤدبانہ مگر پُرزور درخواست کرو کہ ہم تین جمعے بیک وقت مسلسل نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمارے آقا و مولا کا ہمیں حکم ہے۔ اگر تین جمعے چھوڑو گے تو کافر ہو جاؤ گے اس لئے خواہ تم اجازت دو یا نہ دو ایک جمعہ تو ان تین جمعوں میں سے ہم نے ضرور ادا کرنا ہے لیکن ہم تینوں پڑھنا چاہتے ہیں اس لئے زائد وقت دے دیں گے تم نے ہم سے جو کام لینا ہے بعد میں لے لینا مگر ہم نے جمعہ ضرور پڑھنا ہے۔ جب میں نے یہ نصیحت کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جن لوگوں نے سنجیدگی سے اس پر عمل کیا۔ اُن کے مالکوں یا افسروں کے دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نرم کر دیئے گئے اور بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے

جب پذیرائی نہ دیکھی، جب ان کی درخواست قبول نہیں ہوئی تو اپنی ملازمتوں سے استعفے دے دیئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہتر ملازمتیں عطا کر دیں۔ زیادہ رزق والی اور زیادہ عزت والی اور پھر اُن کے افسروں نے شروع میں ہی یہ شرط رکھ دی کہ جمعہ کے دن تمہیں آزادی ہے، آزادی سے جا کر جمعہ پڑھو اور پھر واپس آؤ۔

اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈش انٹینا کے ذریعے جمعوں کے مراکز کی تعداد بہت زیادہ بڑھائی جا سکتی ہے۔ نظامِ جماعت کی طرف سے بکثرت ایسے مراکز مقرر ہو سکتے ہیں جہاں بڑے شہروں میں مسجد تک پہنچنا اگر وہاں مسجد قائم ہے، بہت ہی دوبھر ہے یا تکلیف مالا یطاق ہے، طاقت سے بڑھ کر تکلیف ہے وہاں جماعتی نظام کے تحت بہت سے مراکز قائم ہو سکتے ہیں جہاں اگر وقت جمعہ کا ہے تو ڈش انٹینا کے ذریعے خطبہ سنیں اور اپنا جمعہ الگ ادا کریں۔ اگر وقت نہیں ہے تو مقامی امام مقرر کر دیئے جائیں جہاں اردگرد کے لوگ ملازمتیں کرنے والے یا کاروبار کرنے والے اکٹھے ہو جایا کریں تو اس سال **اور آئندہ آنے والے سال جمعہ کا اس طرح استقبال کریں کہ سارے سال جمعے سے چمٹ جائیں۔**

وہ لوگ جو نمازیں پڑھتے ہیں اُن کا جمعے سے ایک ایسا تعلق قائم ہو جاتا ہے کہ جمعے کے بغیر چین نہیں آتا۔ ایک دوسرے قسم کے لوگ ہیں جن کا جمعے سے تعلق براہ راست ہوتا ہے یعنی نمازیں پڑھنے کی توفیق تو نہیں پاتے مگر جمعہ کی اہمیت کے پیش نظر جمعہ میں حاضر ہو جاتے ہیں۔ جیسے آج جمعۃ الوداع میں بہت سے لوگ شامل ہوئے ہیں جو پہلے مسجدوں کے منہ نہیں دیکھتے۔ اُن کو اس جمعۃ الوداع کی برکت سے نمازیں نصیب ہو جایا کرتی ہیں، جمعۃ الوداع کی برکت سے دوسرے جمعے نصیب ہو جاتے ہیں یا ہو سکتے ہیں اور ہر جمعے کی برکت سے نمازیں نصیب ہو سکتی ہیں۔ پس نمازیں جمعے کی طرف لے جانے والی ہیں اور جمعہ نمازوں کی طرف لوٹانے والا ہے۔ یہ مضمون ہے جس کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ہم پر اس نصیحت میں روشن فرمایا جو کہ جمعۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے فرمائی۔ سب سے زیادہ کثرت سے لوگ حاضر تھے سب سے اچھی نصیحت جو آپ ﷺ نے پسند فرمائی وہ یہی تھی۔ اس جمعے کی برکت سے، آج کے دن کی برکت سے تم پانچ نمازوں کی طرف لوٹ آؤ اور روزانہ پانچ نمازیں باقاعدگی کے ساتھ ادا کرو۔

پس نمازوں کی اہمیت کے سلسلے میں میں پہلے تو چند آیات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اُس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ قرآن کریم نے نمازوں کو کتنی اہمیت دی ہے۔ مرنے کے بعد جن مجرموں کو سزا دی جائے گی، اُس سزا کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۶﴾ وہ ایک عذاب کا شعلہ ہے۔ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۷﴾ وہ سر تک جلد کے چمڑے کو کھینچ کر ادھیڑ دیتا ہے۔ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۸﴾ اُس شخص کو بھی واپس کھینچ لاتا ہے، بلا لیتا ہے جو اُس سے پیٹھ پھیر کر بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۹﴾ اور اُن سب کو اُس جہنم میں ذخیرہ کرتا ہے، جمع کرتا ہے اور جمع کرتا ہے عارضی طور پر نہیں ذخیرہ کرنے کے لئے گویا لمبے عرصے تک وہ اس مصیبت میں مبتلا کئے جائیں گے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا انسان کی طبیعت میں تلون پایا جاتا ہے، تلون رکھ دیا گیا ہے۔ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۱﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۲﴾ (المعارج: ۱۶-۲۲) جب تکلیف پہنچتی ہے تو گھبراتا ہے، جب خیر پہنچتی ہے تو بخل کرنے لگ جاتا ہے یعنی نیکیوں سے بھی بخل کرتا ہے۔

اس مضمون پر پہلے میں مختصر یہ عرض کردوں کہ جہنم کے ذکر کے بعد جب یہ فرمایا گیا کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۲۰﴾ انسان متلون مزاج ہے تو اس لئے ذکر فرمایا گیا کہ بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے یا اللہ تعالیٰ کے ہیبت کے ذکر سے لوگ وقتی طور پر متأثر ہو جاتے ہیں۔ پھر کچھ عرصے کے بعد بھول جاتے ہیں اور جب دنیا کی نعمتوں میں پڑتے ہیں تو پھر خدا کے ذکر کے تمام اثرات ان کے دلوں سے مٹ جاتے ہیں۔ یہ مضمون ہے جو بیان فرمایا ہے کہ دیکھو تم نے خدا کی قوت کی باتیں سنی ہیں۔ تم ڈر گئے ہو گے تمہارے دل میں یہ خوف پیدا ہوا ہوگا کہ کہیں ہم بھی اُن لوگوں میں شامل نہ ہوں لیکن یہ خوف بے کار ہے اگر اس کے نتیجے میں کوئی دائمی تبدیلی پیدا نہ ہو کیونکہ ان باتوں کے سننے کے بعد تم سارے بکھر جاؤ گے اور اپنی اپنی نعمتوں کی طرف واپس لوٹو گے اور وہ نعمتیں تمہیں تن آسانی عطا کریں گی اور تمہارا روزمرہ کا دستور العمل پھر واپس لوٹ آئے گا۔ ایسی نیک باتوں سے تأثیر پکڑنے کا کیا فائدہ۔ چنانچہ اس کے بعد فائدہ اٹھانے والوں کا ذکر فرماتا ہے۔ کہتا ہے بعض لوگوں پر یہ ذکر جو ہیں دائمی اثر کرتے ہیں اور ان کو دائمی فائدے پہنچا جاتے ہیں۔ وہ کون لوگ ہیں؟ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۴﴾ (المعارج: ۲۳-۲۴) ہاں وہ

نماز پڑھنے والے مستثنیٰ ہیں، وہ تنگی ہو یا ترشی ہو، مشکل ہو یا آسانی ہو، ہر حال میں اپنی نیکیوں پر قائم رہنے والے لوگ ہیں اور اُن کی نیکیوں کا مرکزی نقطہ نماز ہے۔ فرمایا جو اپنی نمازوں پر دائم ہو چکے ہوں وہ مستثنیٰ ہیں، اُن کو کوئی بدلتی ہوئی حالت خدا سے دور نہیں کر سکتی، وہ بدلتی ہوئی حالت تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتی کیونکہ نمازیں ہمیشہ کے لئے قائم ہیں، تو ان کی نیکیاں ہمیشہ کے لئے قائم ہیں، اُن کی اللہ کے حضور، حضوری ہمیشہ کے لئے قائم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (المومنون:۱۰) وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ (المومنون:۱۱) یہی ہیں جو نیکیوں اور جنتوں کے وارث بنائے جائیں گے۔ پس نمازوں پر دائم ہونا کافی نہیں جب تک حفاظت کا مضمون ساتھ شامل نہ کیا جائے کیونکہ یہ ایک ایسی چیز نہیں ہے جسے نظر انداز کر دیا جائے تو تب بھی باقی رہے گی، حفاظت چاہتی ہے، پرورش چاہتی ہے اور یہ مضمون بہت وسیع اور تفصیلی ہے۔ اس کے کچھ حصوں پر میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ پھر انشاء اللہ بعد میں کسی وقت روشنی ڈالوں گا۔

زمیندار اس مضمون کو خوب سمجھتے ہیں کہ جب پودا لگایا جاتا ہے تو شروع میں اُس کی زیادہ حفاظت کی جاتی ہے اور وہ حفاظت ہے جو اُس کو دوام بخشتی ہے۔ جب وہ دائم اور قائم ہو جائے پھر بھی وہ حفاظت چاہتا ہے۔ آپ نے ایسے باغ دیکھے ہوں گے جو اُجڑ جایا کرتے ہیں کیونکہ اُن کی رکھوالی کرنے والا کوئی نہیں۔ لیکن چھوٹی عمر کے جو پودے ہیں وہ تو ذرا غفلت ہوئی تو مر جایا کرتے ہیں۔ تو نمازوں کے ساتھ دوام کا بھی مضمون ہے، حفاظت کا بھی مضمون ہے۔ ان دونوں چیزوں کا گہرا تعلق ہے۔ اگر آپ اپنی نمازوں کو دوام بخشنا چاہتے ہیں تو حفاظت کریں۔ ابتداء میں زیادہ حفاظت کریں جس طرح بچوں کی حفاظت کی جاتی ہے، جس طرح چھوٹی چھوٹی کونپلوں کی حفاظت کی جاتی ہے اور پھر یہ نہ سمجھیں کہ اُس کے بعد حفاظت سے غافل ہو جائیں تو نماز پھر بھی دائم رہے گی۔ نماز کو دائم رکھنے کے لئے حفاظت کو بھی دائم رہنا ہوگا کیونکہ نماز پر کئی قسم کے حملے ہوتے ہیں۔ محض نماز چھوڑ دینا دوام کے خلاف نہیں ہے، نماز کے اندر ایک حالت ہے جس کی حفاظت ضروری ہے۔ بظاہر نماز ادا ہوتے ہوئے بھی نماز ضائع ہو سکتی ہے۔ پس اپنی نمازوں کی اس طرح فکر کریں جیسے قرآن کریم فرماتا ہے۔

پھر اس کے مقابل پر بعض ایسے نمازی بیان فرمائے گئے ہیں جو آتے ہیں پڑھ جاتے ہیں کبھی نہیں پڑھتے ، سمجھتے ہیں کہ ہم بھی نماز کا حق ادا کر رہے ہیں اور اُن کی ایک پہچان بھی بتا دی گئی ہے۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ (الماعون: ۵) ایک طرف تو رحمتوں اور وراثت کے وعدے ہیں اُن لوگوں سے جو نمازوں پر قائم ہیں اُن کی حفاظت کرتے ہیں دوسری طرف لعنت ڈالی جا رہی ہے کن لوگوں پر؟ نماز پڑھنے والوں پر فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ لعنت ہو اُن نمازیوں پر، ہلاکت ہو اُن کے لئے، الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ (الماعون: ۶) نمازیں تو پڑھتے ہیں لیکن نمازوں سے غافل ہیں، ادا اس طرح کرتے ہیں کہ ایک چیز کو ٹال رہے ہیں اور تیزی سے اُس سے گزر جاتے ہیں اور کچھ پتا نہیں کہ نماز ہے کیا؟ کیا اُس میں پڑھتے ہیں؟ کیا اُس کے حقوق ہیں؟ کس طرح نمازوں کو زندہ کیا جاتا ہے؟ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ (الماعون: ۷) یہ وہ لوگ ہیں جن میں ریاکاری پائی جاتی ہے۔ یہ مضمون بھی بہت گہرا مضمون ہے۔ سَاهُوْنَ کا يُرَآءُوْنَ سے کیا تعلق ہے؟ اس سلسلے میں میں پہلے ایک دفعہ مضمون بیان کر چکا ہوں۔ آئندہ پھر اگر موقع ملا تو انشاء اللہ بیان کروں گا۔ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ (الماعون: ۸) ایسے نمازیوں کو نمازیں فائدہ نہیں پہنچاتیں اور اُن کے بنی نوع انسان سے تعلقات سدھرتے نہیں ہیں۔

یہ بہت ہی عظیم الشان بات بیان فرمائی گئی ہے اور ایک ایسی پختہ نشانی ان لوگوں کی بیان کر دی گئی ہے جس سے یہ پہچانے جاتے ہیں ہر انسان اپنے آپ کو پہچان سکتا ہے کہ میری نمازوں کی حیثیت کیا ہے؟ فرماتا ہے وہ چھوٹے چھوٹے فائدوں سے اپنے ہمسائیوں اور گردوپیش کو محروم رکھتے ہیں۔ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ دوسروں پر خرچ کرنے سے خود بھی رکتے ہیں اور لوگوں کو بھی روکتے ہیں یعنی اُن کی خودغرضی بڑھتی چلی جاتی ہے اور بنی نوع انسان سے اُن کے تعلقات محبت اور رأفت کے ساتھ استوار نہیں ہوتے ہیں بلکہ بے پرواہی اور لااُبالی کا رنگ اختیار کر جاتے ہیں۔ پرواہ ہی کوئی نہیں، غریب ہمسایہ بھوکا مر رہا ہے، کسی تکلیف میں ہے، کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہیں جس کی فلاکت اُس کے چہرے، اُس کے کپڑوں سے ہویدا ہو، نمایاں ہو۔ ان کے دلوں میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوتی۔ بڑی چیزیں خرچ کرنا تو درکنار، چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی اُن پر خرچ نہیں کر سکتے۔ ایک ہمسائی غریب آتی ہے کہ تھوڑا سا آٹا دے دو۔ مالک آ گیا مالک کہتے ہیں کہ جاؤ جاؤ، ہمارے پاس کوئی آٹا

نہیں ہے، آئے دن ہمارے سے آٹے مانگتے رہتے ہیں، کوئی نمک مرچ کا مطالبہ لے کر آ جاتی ہے۔ اُس کو دھتکار دیتے ہیں۔ اگر دیتے ہیں تو بے عزتی کے ساتھ۔ ایسے لوگ وہ ہیں اگر وہ نمازیں پڑھتے ہیں تو اللہ فرماتا ہے کہ اُن کی نمازیں نہیں ہوئیں کیونکہ وہ نمازوں سے غافل ہیں جو شخص نمازوں سے غافل نہ ہو۔ اُس میں یہ بدعادت پائی نہیں جاسکتی۔ **جس کو نمازیں خدا کے قریب کرتی ہیں۔ اُسے نمازیں لازماً اُس کے بندوں کے بھی قریب کرتی ہیں۔** یہ اصول ہے جو ان آیات میں ہمارے سامنے کھول کر بیان ہوا ہے۔

پس نمازوں کی قبولیت کی پہچان خدا کے بندوں سے حسن سلوک ہے جو اللہ کے قریب ہوتے ہوئے اُس کی مخلوق کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔ اُس کے لئے خوشخبری ہے کہ اُس کی عبادتیں مقبول ہوئیں جو خدا کے قریب ہوتے ہوئے بندوں سے دور ہو رہا ہے۔ اُس کی نمازیں مردود ہیں، اُن کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ وہ نمازیں اُس پر لعنت ڈالتی ہیں۔ اُن نمازوں سے آواز آتی ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ہلاکت ہو ایسے نمازیوں کے لئے۔ پس جن نمازوں کی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں۔ قرآن کریم کے الفاظ میں اُن نمازوں کی طرف بلا رہا ہوں جن کا پہلے تذکرہ کیا۔ قرآن کریم نے مختلف پہلوؤں سے ان نمازوں پر روشنی ڈالی ہے مگر میں نے صرف چند آیتیں وقت کی رعایت سے چنی ہیں۔

اب میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی بعض مقدس نصائح آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جن سے نماز کے مضمون پر مختلف پہلوؤں سے روشنی پڑتی ہے اور نماز کے لئے واقعۃً دل میں غیر معمولی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ کوئی نصیحت کرنے والا ایسی مؤثر نصیحت نہ کر سکا، نہ کر سکے گا جیسے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کیں۔ سادہ تھوڑے الفاظ میں ایسی پاکیزگی ہے، ایسی سچائی ہے کہ اُس کے اثر کو قبول نہ کرنا بندے کے بس میں ہی نہیں رہتا۔ سوائے اس کے کہ کوئی شقی القلب بدنصیب پیدا ہوا ہو۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نصیحت سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نصیحت نہیں ہے۔ قرآن کے بعد اگر کوئی چیز دل پر اثر کرتی ہے تو وہ ہمارے آقا و مولا ﷺ کی نصیحت ہے اور اسی لئے میں نے آپؐ کے ہی الفاظ میں آج نماز کے مضمون کو بیان کرنے کے لئے بعض حدیثوں کو اختیار کیا ہے۔ سنن ابوداؤد میں آتا ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جہاں حدیث میں یہ الفاظ ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایسی حدیث کو حدیث قدسی کہا جاتا ہے یعنی وہ مضمون اگر قرآن کریم میں واضح طور پر بیان نہ ہوا ہو تو خدا تعالیٰ نے دوسری وحی کے ذریعے آنحضرت ﷺ پر وہ مضمون روشن فرمایا ہوتا ہے۔ پس وحی کا ہی مرتبہ اس حدیث کو حاصل ہوتا ہے۔

”آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔“ (سنن ابوداؤد کتاب الصلوۃ حدیث نمبر: ۴۳۰)

اب قرآن کریم میں تو یہ الفاظ نہیں ہیں کہ میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جبرائیلؑ نے الگ پیغام ان الفاظ میں خدا تعالیٰ کا پہنچایا ہے اور میں نے یہ عہد کیا ہے کہ جو میرے پاس ایسی حالت میں آئے گا کہ اُس نے نمازیں اپنے وقت پر پڑھنے کا التزام کیا ہو گا۔ میں اُسے جنت میں داخل کروں گا اور جس نے اُن کی حفاظت نہ کی ہوگی۔ وہی یُحَافِظُوْنَ والا مضمون ہے۔ اس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں ہے۔ بے نماز خدا کے عہد سے باہر ہو جاتے ہیں اور وہ نمازی بھی جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر حفاظت نہیں کرتے۔ حفاظت کا مضمون بیدار مغزی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ہر نماز سے پہلے باشعور طور پر یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ میری نماز ہے قیمتی چیز ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی نماز کے وقت بھی۔ کئی قسم کے وجود آپ کی نماز پر ڈاکے ڈالنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ کی توجہ ہٹانے کی کوشش کرتے تھے۔ سورہ جن میں اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ پس عام آدمی کی نمازیں ہوں یا محمد رسول اللہ ﷺ کی نمازیں ہوں۔ نمازوں پر غیر کا حملہ ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اپنی نمازوں کے محافظ تھے اور خدا بھی آپؐ کی نمازوں کا محافظ تھا۔ آپؐ کی نمازوں پر کوئی غیر چیز اثر انداز نہیں ہوسکتی۔ مگر درجہ بہ درجہ جوں جوں نیچے اترتے ہیں، نمازوں کو مزید خطرات درپیش ہوتے ہیں اور ایک عام آدمی کی نمازیں تو اگر وہ غور کرے تو اُسے محسوس ہوگا کہ اکثر خالی جارہی ہیں۔ قسمت کوئی نماز جاگتی ہوگی، قسمت سے ہی کسی نماز کا برتن بھرتا ہوگا ورنہ اکثر خالی برتن بجتے رہتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ میں نماز کی حفاظت کر رہا ہوں۔ پس جس نے حفاظت کی، پانچ وقت کی نمازیں ہی پڑھیں اور حفاظت کی۔ اللہ فرماتا ہے کہ وہ میرے عہد میں داخل ہے۔ مجھ پر فرض ہے کہ میں اُسے

جنت عطا کروں۔

’’آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے۔ کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے۔‘‘ کیسا پیارا انداز ہے گفتگو کا۔ ’’صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتایئے آپؐ نے فرمایا۔ سردی وغیرہ کی وجہ سے (یعنی محذوف ہے یہ بات۔) دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا، مسجد میں دور سے چل کر آنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ بھی ایک قسم کا ربــــاط یعنی سرحد پر چھاؤنی قائم کرنے کے مترادف ہے۔ آپؐ نے یہ بات دو دفعہ دہرائی۔ آنحضرت ﷺ کا یہ طریق تھا کہ بسا اوقات اپنی نیکیوں کا ذکر اپنا ذکر کئے بغیر کرتے تھے اور اپنی بعض عادتیں بغیر نام لئے بتایا کرتے تھے۔ مثلاً زخم پہنچے ہیں غیروں کی طرف سے تو فرمایا ایک نبی کو اس طرح زخم پہنچے تو اُس نے یہ دعا کی۔ یہ آپؐ کا خاص انداز تھا۔ اپنی نیکیوں پر پردے ڈالنے کا۔ تو آنحضور ﷺ کے اوپر سب سے زیادہ یہ حدیث صادق آتی ہے۔ سب سے زیادہ آپؐ کا دل نماز میں اٹکا رہتا تھا۔ ایک نماز ختم ہوتے ہی دوسری نماز کا انتظار رہا کرتا تھا اور آپؐ نے جیسے اپنی سرحد پر جیسے حفاظت کے گھوڑے باندھے ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے اس طرح اپنی نیکیوں کی حفاظت کی ہو۔

ایک موقع پر حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یہ صحیح ابن خزیمہ سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری کرے۔ **اسوأ الناس سرقة الذی یسرق من صلوته** (صحیح ابن خزیمہ کتاب الصلوۃ حدیث نمبر: ۶۶۳) عجیب بات ہے کہ سب سے بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز کی چوری خود کرتا ہے صحابہؓ نے تعجب سے پوچھا اے اللہ کے رسول! نماز کو چرانے کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ نماز کی چوری کا مطلب یہ ہے رکوع اور سجدہ ٹھیک سے نہ کرے۔ یہ مثال ہے اور واقعہ یہ ہے کہ بہت سے نمازی نماز پڑھتے ہیں تو خصوصاً رکوع اور سجدے میں اتنا تحمل سے کام نہیں لیتے، اتنا انتظار نہیں کرتے کہ تسلی کے ساتھ وہاں جو تسبیح اور تحمید ضروری ہے وہ ادا کر سکیں یا ذکر الٰہی کر سکیں۔ اُن کا ایک سرعت کی حالت میں سر اٹھانا، صاف بتا رہا ہوتا ہے کہ نماز میں اُن کا رجحان کیا ہے؟ پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے چوروں کی مثال دی ہے مگر وہ جگہ بتائی جہاں چور پکڑے جاتے ہیں ورنہ بہت سے نمازوں کے چور

ہیں جو قیام میں نہیں پکڑے جاتے، قعدہ میں نہیں پکڑے جاتے، قعدے میں بعض بیٹھ جاتے ہیں تو بھول ہی جاتے ہیں اور بیٹھے رہ جاتے ہیں اُن کی چوری پکڑی نہیں جاتی مگر بالعموم یہ لوگ رکوع اور سجدے کی حالت میں ضرور جلدی کرتے ہیں اور وہاں سے وہ پکڑے جاتے ہیں۔ پس حضور اکرم ﷺ نے نہ صرف چوری کی نشاندہی فرمائی بلکہ اُن کو پکڑنے کا طریق بھی بتایا۔ یعنی اپنے آپ کو پکڑنے کا طریق بھی بتایا۔ اگر تم رکوع کرتے وقت تسلی سے ٹھہر کر خدا کی تسبیح نہیں کرتے، اگر تم سجدہ کرتے وقت تسلی سے سر ٹکا کر خدا کی تسبیح نہیں کرتے۔ اُس کا لطف نہیں اٹھاتے تو تم خود اپنی نماز کی چوری کر رہے ہو اور فرمایا یہ چور بدترین ہیں۔

بخاری کتاب الصلوٰۃ سے ایک لمبی حدیث مگر بہت ہی پیاری اور بہت ہی دردانگیز ہے جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کو نمازوں سے کیسا عشق تھا۔

''عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہؓ روایت کرتے ہیں۔ حضرت سیدہ عائشہؓ کے پاس گیا میں نے کہا۔ آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کے مرض کا حال کیوں نہیں بیان کرتیں؟''

یعنی عجیب انداز ہے پوچھنے کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کا حال کیوں نہیں بیان کرتیں؟ کیسی تکلیف میں تھے، کیا کیا کرتے تھے۔ اب مرض کا حال پوچھا گیا ہے اور رسول اکرم ﷺ کا ذکر حضرت عائشہؓ کس طرح کرتی ہیں۔ یہ بھی بہت ہی لطیف مضمون ہے۔ پوچھنے والا کہتا ہے مرض کا حال بیان کریں اور جواب سنیئے۔

آپؓ نے فرمایا: اچھا سنو۔ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے۔ آپ ؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں۔ ہم نے عرض کیا نہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ وہ آپ ؐ کے منتظر ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو۔ کہتی ہیں ہم نے اسی طرح کیا۔ پس آپ ؐ نے غسل فرمایا یعنی بخار کی شدت کو کم کرنے کے لئے، بخار کی حالت میں غسل فرمایا۔ پھر کھڑا ہونا چاہا مگر غشی طاری ہوگئی۔ جب ہوش آیا تو پھر فرمایا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں۔ ہم بولے نہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ؐ کے منتظر ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو۔ ہم نے ایسا ہی کیا۔ آپ ؐ نے غسل فرمایا پھر کھڑا ہونا چاہا لیکن بے ہوش ہوگئے۔ پھر جب افاقہ ہوا تو فرمایا۔ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ ہم نے عرض

کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! وہ آپؐ کے انتظار میں ہیں۔ فرمایا میرے لئے طشت میں پانی رکھ دو۔ پس اٹھ بیٹھے غسل کیا اور جانے لگے تو غشی کا دورہ پڑ گیا۔ افاقہ آیا تو پھر فرمایا لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ وہ آپؐ کے انتظار میں ہیں۔ لوگ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کا عشاء کی نماز میں انتظار کر رہے تھے۔ بالآخر آپؐ نے ابوبکرؓ کو کہلا بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ قاصد اُن کے پاس گیا اور کہا رسول اللہ ﷺ آپؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے ہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا، اور وہ بہت رقیق القلب تھے یعنی دل کے بہت نرم تھے۔ عمرؓ تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عمرؓ نے اُن سے کہا تم اس کے زیادہ مستحق ہو۔ تب ابوبکرؓ نے ان ایام میں نماز پڑھائی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض میں افاقہ محسوس کیا۔ آپؐ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر نماز ظہر کے لئے نکلے۔ یعنی کچھ دن تک پھر اتنا زیادہ بخار نے غلبہ کیا کہ نماز کے لئے جانے کا ارادہ بھی نہ کر سکے لیکن جب بیماری نے ذرا مہلت دی تو حضور اکرم ﷺ اس حالت میں نماز کے لئے گئے کہ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر نماز ظہر کے لئے نکلے اور اُن میں سے ایک عباسؓ تھے۔ اُس وقت ابوبکرؓ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپؐ کو ابوبکرؓ نے دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے کہ آپؐ نے دیکھ لیا۔ آپؐ نے اشارہ کیا۔ پیچھے نہ ہٹیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو۔ چنانچہ ان دونوں نے آپؐ کو ابوبکرؓ کے پہلو میں بٹھا دیا۔ عبیداللہؓ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ اُس وقت اس طرح نماز پڑھنے لگے کہ وہ خود تو رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کرتے تھے۔ لوگ ابوبکرؓ کی نماز کی اقتداء کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔

بخاری کتاب الاذان ہی کی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ بیان ہوئے ہیں۔ جب حضور اکرم ﷺ نے طبیعت میں کچھ افاقہ محسوس کیا۔ **فخرج بین رجلین تخط رجلاہ الارض** (بخاری کتاب الاذان حدیث نمبر: ۶۶۵) آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر نکلے اور میں اب بھی گویا آپؐ کو دیکھ رہی ہوں۔ حضرت عائشہؓ فرمارہی ہیں کہ آپؐ کے پاؤں کو دیکھ رہی ہوں کہ مرض کے باعث درد کی شدت کی وجہ سے زمین پہ ٹکتے نہیں تھے اور گھسٹتے ہوئے آرہے تھے۔ اس حالت میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں نمازوں کا حق ادا فرمایا۔

ایک اور حدیث صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اہل العلم والفضل۔ اس میں حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے پیروکار، خادم اور صحابیؓ تھے۔ وہ روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مرض الموت میں ابو بکرؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ جب پیر کا دن ہوا اور لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا اور ہمیں کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ اُس وقت آپؐ کا چہرہ مصحف کا ایک ورق تھا۔ کیسی خوبصورت تشبیہ ہے۔ قرآن کریم کا ایک ورق دکھائی دیتا ہے۔ ایسا روشن جیسا کہ خدا کے کلام کے منہ کا نور ہوتا ہے۔ اس طرح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے منہ پر اُس وقت نور تھا۔ پھر آپؐ بشاشت سے مسکرا دیئے۔ ہم نے چاہا کہ از راہ مسرت رسول اللہ ﷺ کے دیدار میں مشغول ہو جائیں اور ابو بکرؓ نے جب یہ دیکھا تو پیچھے ہٹے تا کہ صف میں مل جائیں اُنہوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے آئے ہیں لیکن آپؐ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کر لو اور آپؐ نے پردہ گرا دیا۔ یہ آپؐ کی وفات کا دن تھا۔ **آخری مسرت جو اس دنیا میں محمد رسول اللہ ﷺ کو پہنچی وہ عبادت کرنے والوں کے چہروں کو دیکھنے سے پہنچی ہے جن کو آپؐ نے خدا کی راہ میں عبادت کے لئے تیار کیا۔ کیا آج امت محمدیہ اس نظارے کو بھول جائے گی؟ کیا آج محمد رسول اللہ ﷺ کی نگاہیں آپ سے یہ توقع نہیں رکھتیں؟ اسی طرح عبادت کا حق ادا کریں جس طرح آپؐ نے تمام عمر آپ کو عبادت کرنے کے گر سکھائے ہیں اور عبادت کرنے کے آداب عطا فرمائے ہیں۔** لوگ یہ جھگڑے کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں یا نہیں ہیں مگر ہمارا خدا تو عالم الغیب ہے اور میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ امت کے حالات سے محمد رسول اللہ ﷺ کی روح کو مطلع فرماتا ہے اور خصوصاً وہ باتیں جو خوشیوں کی باتیں ہیں۔ وہ ضرور حضور اکرمؐ کی روح کے سامنے پیش کی جاتی ہوں گی۔

آج احمدیوں کو اس بات کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں تھام لینا چاہئے اور ہمیشہ کے لئے اس جھنڈے کو بلند رکھنا چاہئے، نماز کی حفاظت کرنے والے بنیں۔ نماز سے ایسی محبت کریں جیسے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے نماز سے محبت کی۔ اس طرح مسجدوں سے اپنے دل اٹکا لیں، پانچ وقت نمازوں کی پابندی صرف گھروں پر نہیں بلکہ مسجدوں میں جانے کی کوشش کرتے ہوئے کریں۔ اپنی مسجدوں کو بھر دیں، یہ ایک جمعۃ الوداع ہمیشہ ہمیش کے لئے، ہر جمعہ کے دن اُسی طرح نمازیوں سے بھر جایا کرے جس طرح آج بھر گیا ہے یا آج بھرنے والا ہے۔ ہر جمعہ کو مسجدوں کی رونق ایسی ہو جیسی جمعۃ الوداع کے دن رونق ہوا کرتی ہے اور جس طرح آج خدا کے گھر بھر گئے ہیں اور لوگوں کے

اپنے گھر خالی ہو گئے۔ میں جماعت احمدیہ سے توقع رکھتا ہوں کہ ہمیشہ ہر جمعہ پر یہ نظارہ دکھایا کریں گے، اپنے گھروں کو خیر باد کہہ دیا کریں گے اور اللہ کے گھر حاضر ہو جایا کریں گے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اس آخری پاک سنت پر نظر رکھتے ہوئے اگر وہ خدا کے گھروں کو آباد کریں گے اور اپنے گھروں کو خالی کریں گے میں اُن کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ اُن کے گھروں کی آبادی کا ضامن ہو جائے گا۔ ایسے گھروں سے کوئی برکتیں نہیں چھین سکتا۔ وہی گھر ہیں جو آباد کہلائیں گے جو خدا کی خاطر چھوڑے جاتے ہیں۔ پس ہمیشہ ہمیش کے لئے اس بات کو اپنے پلّے سے باندھ لیں، اپنے دلوں میں جاگزیں کرلیں، اپنی عادتِ مستمرّہ بنالیں، اپنی فطرتِ ثانیہ بنا رکھیں کہ اللہ کی راہ میں اپنے گھروں سے بڑھ کر خدا کے گھروں سے محبت کرنی ہے اور خدا کے گھروں کو بھرنا ہے اور جمعہ کو تو ایسا لازم پکڑیں کہ سوائے اس کے کہ کوئی بالکل مجبور اور معذور ہو ہر احمدی دنیا کے ہر کونے میں جب بھی جمعے کی اذان کا وقت آتا ہے خواہ وہ آواز کو سن رہا ہو یا نہ سن رہا ہو۔ اُس کا گوشِ ہوش اُس آواز کو سن رہا ہو اور وہ خدا کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے جمعے کے لئے حاضر ہو جایا کریں۔ پس جماعت کا فرض ہے کہ ان لوگوں کے لئے نماز جمعہ کے مراکز مقرر کریں جہاں مسجدیں نہیں ہیں وہاں مسجدیں بنانے کی طرف توجہ کرنی چاہئے مگر جہاں مسجدیں ہیں وہاں مسجدوں کو آباد کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور سب سے بڑی مسجد کی آبادی جمعہ سے ہوتی ہے اور جہاں جمعے ادا ہو جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں بھی پہلے کی نسبت بہت زیادہ سدھر جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ ہر نماز کے وقت نمازی کا دل مسجد میں اٹک جاتا ہے اور وہ مسجد میں آنے کی کوشش کرتا ہے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن توقعات کو آپ کے سامنے رکھ کر آج اس خطبے کو ختم کروں گا۔ آپ کے ہی الفاظ میں میں جماعت سے اُن توقعات کا ذکر کرتا ہوں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی جماعت سے وابستہ تھیں اور ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ فرماتے ہیں۔

”سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔۔۔“

میری جماعت داخل ہو نہیں فرمایا کیونکہ جماعت میں داخل ہونے کے ساتھ کچھ کیفیتیں بدل جاتی ہیں اور کچھ اور قسم کے آثار باقیہ ظاہر ہوتے ہیں جو ہمیشہ کے لئے اعلیٰ قدروں کی صورت میں اُن کے وجود کا حصہ بن جاتے ہیں۔ فرمایا اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے

ہو۔'' اتنا تو ہے کہ مجھے مان بیٹھے ہو، اتنا تو ہے کہ میرے ساتھ وابستگی میں فخر محسوس کرتے ہو۔ سنو

''۔۔۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنج وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ **زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے** جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔۔۔''

خصوصیت سے اہل پاکستان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کے مخاطب دکھائی دے رہے ہیں۔

''۔۔۔ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو اِن صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔۔۔''

کیسا پیارا کلام ہے۔ پیوند مت توڑو۔ اس میں سب پیوند آجاتے ہیں۔ اللہ کی ذات سے

پیوند مت توڑو۔ سب سے پہلے یہ مضمون پیش نظر ہے۔ پھر محمد رسول اللہ ﷺ سے پیوند مت توڑو، مجھ سے پیوند مت توڑو، میری جماعت سے پیوند مت توڑو، نیکیوں سے پیوند مت توڑو یعنی ہر وہ چیز جو پیار کے لائق ہے اُس سے چمٹ جاؤ اور لوگوں کے دباؤ اور مخالفتوں کے نتیجہ میں ان اعلیٰ پاکیزہ تعلقات پر زد پڑنے نہ دو۔

> ’’۔۔۔تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چن لیتا ہے جو اُس کو چنتا ہے وہ اُس کے پاس آ جاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے جو اُس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔ تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آ جاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔‘‘
>
> (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۔۱۶)

پس وہ جو پیوند قائم رکھتے ہیں اُنہی کے لئے سب خوشخبریاں ہیں اور جو پیوند توڑتے ہیں۔ اُن کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نصیحت کے بعد میں آخر پر چھوٹی سی نصیحت یہ کرتا ہوں کہ عید اب چند دن تک آنے والی ہے۔ اس عید کو زکوٰۃ سے سجانے کی کوشش کریں۔ عبادت کا مضمون تو بیان ہو گیا۔ زکوٰۃ کا مضمون باقی ہے اور میں نے پہلے بھی جماعت کو بارہا نصیحت کی تھی کہ عیدوں کے موقع پر اپنے غریب ہمسایوں اور ضرورت مندوں کے ساتھ شامل ہونے کی کوشش کریں۔ اُن کے کچھ غم اُن کے گھروں میں جا کر دیکھیں اور اُن کے غم

بانٹیں، اپنی خوشیاں اُن کے پاس لے کے جائیں اور اپنی خوشیاں اُن کے ساتھ بانٹیں یا اپنے گھروں میں اُن کو بلائیں غرضیکہ غریبوں کے ساتھ عید کرنے سے بہتر اور کوئی عید نہیں ہے۔ خدا آپ کو غریبوں کی خدمت میں زیادہ ملے گا اور یہ ایک ایسا آزمودہ نسخہ ہے جس نے کبھی خطا نہیں۔ جو خدا کے بے کس اور مجبور بندوں سے پیار کرتا ہے۔ لازماً خدا اُس سے پیار کرتا ہے۔ کبھی اس میں کوئی تبدیلی تم نہیں دیکھو گے۔ تو اپنی عیدوں کو غریبوں کی خدمت سے سجائیں اور بوسنیا کے مظلوم جہاں جہاں بھی ہیں۔ تمام یورپ اور مغربی قوموں میں بسنے والے احمدیوں سے میں کہتا ہوں کہ اُن کو خصوصیت سے سینے سے لگائیں، بڑے دکھی لوگ ہیں اپنی خوشیاں اُن کے ساتھ بانٹیں، اُن کو سینوں سے لگائیں، اُن کو پیار دیں۔ پھر آپ کی عید ایسی ہوگی جو زمینی عید نہیں رہے گی بلکہ آسمان پر بھی یہ عید کے طور پر لکھی جائے گی اور اس کی خوشیاں دائمی ہوں گی اور اس کی برکتیں دائمی ہوں گی۔ اللہ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اب انشاء اللہ آئندہ درس کے دو دن ہیں پھر اُس کے بعد پھر الوداعی دعا ہے۔ اُس وقت تک یعنی کل درس میں دو دفعہ شامل ہوں گا آپ کے ساتھ۔ پھر الوداعی دعا کے وقت ہم اکٹھے ہوں گے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ